سوال

میں نے اپنی بیوی کو تقریبا آٹھ برس قبل طلاق دی تھی اور جب شرعی قاضی نے طلاق لکھنے کے لیے طلب کیا تو میں نے کہا : میں اپنی بیوی فلاں بنت فلاں کو تین طلاق دیتا ہوں ، اور میں جو کچھ لکھا گیا ہے میں اس کا ادراک رکھتا اور ایک پڑھا لکھا شخص ہوں لیکن جب اسٹام لکھنے کی باری آئی تو کاتب نے ایک طلاق لکھی ، اس لیے میری بیوی کو رجوع کی امید پیدا ہوگئی اور اب تک اس نے شادی نہیں کی ، اور اب میں بھی اس سے رجوع کرنے کی رغبت رکھتا ہوں ، اسی طرح اس کے خاندان والے بھی رغبت رکھتے ہیں میرا سوال یہ ہے کہ آیا میں اپنے ذمہ کی مخالفت کرکے اسٹام میں لکھے ہوئے پر عمل کروں یا کہ ایسا نہ کروں ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے ، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر ، بعد ازاں :

ایک ہی لفظ میں تین طلاق دینے کے حکم میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے مثلا کوئی کہے :

" اسے تین طلاق " تو اکثر علماء کرام کے ہاں اس سے تین طلاق واقع ہوجاتی ہیں ، لیکن کچھ علماء کے ہاں صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا :

ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی کلمہ میں تین طلاق دے دیں تو اس کا حکم کیا ہوگا ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

" جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی کلمہ میں تین طلاق دے مثلا وہ اسے کہے : تجھے تین طلاقیں " یا "تین طلاق والی " تو جمہور اہل علم کے ہاں یہ تین طلاق واقع ہوجائینگی ، اور اس طرح وہ عورت اپنے خاوند کے لیے حرام ہوجائیگی حتی کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح رغبت کرے نہ کہ نکاح حلالہ اور وہ اس سے وطئ و جماع کرے اور پھر وہ طلاق دے دے یا فوت ہوجائے تو وہ پہلے خاوند کے لیے حلال ہوگی

انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے عمل سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے تین طلاقوں کو جاری کردیا تھا

اور کچھ اہل اسے صرف ایک ہی طلاق شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے عدت کے دوران رجوع کرنے کا حق حاصل ہے اور اگر عدت گزر جائے تو وہ نئے نکاح کے ساتھ حلال ہو جائیگی انہوں صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے :

وہ بیان کرتے ہیں کہ :

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت میں اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کے دو برس میں تین طلاق کو ایک طلاق ہی شمار کیا جاتا تھا

چنانچہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے : لوگوں نے ایسے معاملہ میں جلد بازی کرنا شروع کردی ہے جس میں ان کے لیے تحمل و بردباری اور غور وفکر تھا ، اس لیے اگر ہم اسے ان پر جاری کر

دیں تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ان پر اسے جاری کردیا"

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے :

" بوصہباء نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے عرض کیا :

کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت میں اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کے دو برس تک تین کو ایک ہی شمار نہیں کیا جاتا رہا ؟

تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا : کیوں نہیں "

انہوں نے امام احمد کی جید سند کے ساتھ ابن عباس سے روایت کردہ درج ذیل حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ :

" ابو رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں تو پریشان ہوگئے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کی بیوی واپس کردی اور اسے ایک ہی طلاق شمار کیا "

انہوں نے اس اور اس سے پہلی حدیث کو ایک ہی کلمہ میں تین طلاق کو ایک ہی طلاق پر محمول کیا ہے تا کہ ان دونوں حدیثوں اور اللہ تعالی کے اس فرمان میں جمع کیا جاسکے :

طلاق دو بار ہے البقرۃ (229).

اور فرمان باری تعالی ہے :

پھر اگر وہ اس کو (تیسری بار) طلاق دے دے تو اب اس کے لیے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے ، پھر اگر وہ بھی اسے طلاق دے دے تو ان دونوں کو میل جول کرلینے میں کوئی گناہ نہیں ، بشرطیکہ وہ جان لیں کہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے یہ اللہ تعالی کی حدود ہیں جنہیں وہ جاننے والوں کے لیے بیان فرما رہا ہے البقرۃ (230).

صحیح روایت سے ثابت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا قول یہی تھا ، اور ایک روایت میں اکثر کا قول بھی روایت کیا گیا ہے

اور تین طلاق کو ایک طلاق شمار کرنے کا قول علی بن ابی طالب اور عبدالرحمن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہم سے بھی مروی ہے

تابعین کی ایک جماعت اور سیرت نگار ابن اسحاق اور اکثر متاخر اور متقدم اہل کا قول یہی ہے ، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ نے یہی اختیار کیا ہے ، اور میں بھی یہی فتوی دیتا ہوں ؛ کیونکہ اس میں ساری نصوص پر عمل ہوتا ہے ؛ اور اس لیے کہ یہ مسلمانوں پر رحمت اور نرمی ہے

دیکھیں : فتاوی اسلامیہ (3/271-272).

ظاہر تو یہی ہوتا ہے کہ شرعی قاضی نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے کہ تین طلاق سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے ، اس لیے بیوی سے رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں

لیکن عدت ختم ہونے کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا ، بلکہ عقد جدید کیا جا سکتا ہے

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"....لیکن اگر عدت پوری ہوجانے کے بعد رجوع ہو یعنی تین حیض آجانے کے بعد تو یہ رجوع صحیح نہیں؛ کیونکہ جب عورت کی عدت پوری ہوجائے تو وہ اپنے خاوند سے اجنبی بن جاتی ہے، اور اس کے لیے نئے عقد نکاح سے ہی حلال ہوجاتی ہے

دیکھیں: فتاوی اسلامیۃ (293/3).

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

36580